© rasailojaraid.com

عالین[1] کا عارف گر ہوتا کرتا نہ تکبر آدم سے
تاکید کے ہوتے جنت میں آدم سے ہوئی جس وقت خطا
پھر مظہرِ حق کے کلموں سے مقبول ہوئی ان کی توبہ
دنیا میں بسایا خالق نے قُلنا اہبِطُوا سے انساں کو
تا جلوے احمدؐ کے دیکھے سمجھے وہ احد کے عرفاں کو
اس حرفِ میم سے واضح ہے ممکن اور واجب کی سرحد
عارف کے لئے نکتہ ہی بہت قوسین پہ جب پہونچا احمدؐ

غزل

(از جناب سعادت نظیر ایم اے)

لکھی ہے خون سے روداد آشیانے کی
کہ یادگار رہیں سرخیاں فسانے کی

یہی رہا جو ترے وحشیوں کا جوشِ جنوں
تو گرد بُرد ہے بُنیاد قید خانے کی

ہوا کے رُخ پہ جو ہم مٹھیوں کو کھولیں گے
اثر دکھائے گی کچھ خاک آشیانے کی

ہزاروں جبر سہی ہم وہ دُھن کے پکّے ہیں
کہ اب بدل کے رہیں گے روش زمانے کی

ملا ہے آج یہ کس کو پیامِ آزادی؟
کہ بیڑیوں میں بھی جھنکار ہے ترانے کی

شعور جاگ اُٹھا زندگی نے کروٹ لی
علامتیں ہیں یہی انقلاب آنے کی

خزاں کے دور کو کس منہ سے کہہ رہے ہو بہار؟
وہ بات منہ سے نکالو جو ہو ٹھکانے کی

نیا ہو ساز نیا راگ ہو نئی لے ہو
نیا ترانہ ہو دُھن بھی نئی ترانے کی

بھری بہار میں ٹوٹی تھیں بجلیاں جس پر
چمن کو پھر ہے ضرورت اُس آشیانے کی

نہ راس آئے یہ تحریکِ انقلاب مجھے!
روا نہیں نہ بدل دوں اگر زمانے کی

جو کل تھے رندِ سیہ مست ہوشیار ہیں آج
فضا ہی بدلی ہوئی ہے شراب خانے کی

جلاؤ راہِ ترقی میں ولولوں کے چراغ
نظیر! دور کرو ظلمتیں زمانے کی

---

[1] اَستَکبَرتَ اَم کُنتَ مِنَ العَالِین۔ (پ ۲۳ ص ع ۵)

© rasailojaraid.com